شیخ محمود اسمٰعیل السلمانی
ایم اے، فاضل مدینہ یونیورسٹی

اخلاقیات

(1) رشتہ اخوت میں اسلاف اور معاصرین کا تقابلی جائزہ

الحمد لله والصلاة و السلام علی من لانبی بعده و بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "انما المومنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم ...." (الحجرات:10) یعنی مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کیا کرو۔

آیت کریمہ میں مذکورہ اخوت کا رشتہ نسبی نہیں ہے بلکہ یہ خونی رشتہ سے کہیں زیادہ مضبوط و مستحکم ہے، اس رشتے میں رنگ و نسل، قومیت و علاقائیت کا کوئی امتیاز نہیں ہے، یہ تمام تر تعصبات سے پاک ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یا ایها الناس الا ان ربکم واحد، وان ابا کم واحد، الا لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی ولا لا حمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی" (مسند احمد:411/5)

میدان عرفات میں آپ نے تمام لوگوں کے سامنے اعلان فرمایا کہ لوگو تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ (آدم) ایک ہے، (لہٰذا) خبردار کسی عربی کو کسی عجمی پر یا کسی عجمی کو کسی عربی پر گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے، فضیلت صرف اس شخص کے لئے ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے۔

اسلام عصبیت سے پاک دین ہے اس میں تمام مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں، آج ہم میں وہ تمام تعصبات پائے جاتے ہیں جو دور جاہلیت میں پائے جاتے تھے ایک دور وہ تھا جس میں صرف مسلم

اور غیر مسلم کی باتیں ہوا کرتی تھیں' لیکن مسلم اور غیر مسلم کا ذکر نہیں بلکہ اسلام کے نام پر مختلف مذاہب کی صورت میں آپس میں گتھم گتھا ہیں اور ہر فرقہ دوسرے کو گستاخ رسول ہونے کا طعنہ دے کر خارج از اسلام قرار دیتا ہے اور خود اپنے گریبان میں جھانکنے کو تیار نہیں۔

ہم عقل سلیم استعمال کریں تو ہر شے واضح ہوجائے گی کیونکہ اسلام میں جائز و ناجائز' حلال و حرام' ہدایت و گمراہی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ "افلا یتد برون القران ام علی قلوب اقفا لھا" (محمد 24) کیا یہ لوگ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں؟

اگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملاً نافذ کئے ہوئے رشتہ اخوت کے معیار پر پورے اتریں تو انشاء اللہ مسلمانوں کو کوئی برا وقت دیکھنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ مسلمان پھر سے ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو کر پوری دنیا پر چھا جائیں گے۔ اور ہر خطہ زمین میں کلمہ توحید اور رشتہ اخوت کا علم بلند کرسکیں گے۔ مسلمانوں کے اندر پھر قوت ایمانی پیدا ہوگی اور اسلام دشمن ایک بار پھر تھر تھر کانپ اٹھیں گے (اللهم اجمع كلمة المسلمين على الحق) اس طرح مسلمان رشتہ اخوت میں منسلک ہو کر فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوں گے اور اس دنیا کی ہر بستی میں قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا بلند ہوگی اور ہر مسلمان اپنے بھائی کو دیکھ کر شاداں و فرحاں ہوگا۔

اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے اور عملاً نافذ کئے ہوئے رشتہ اخوت کے معیار پر خود کو پرکھیں تو خیر القرون کے اخوت اور ہمارے دور کے اخوت میں آسمان و زمین کا فرق نظر آتا ہے۔ کیونکہ ہم نے تعصب کو پھر سے ہوا دی ہے جبکہ قرن اول کے مسلمانوں نے اس کو پیروں تلے روند دیا تھا اور ہر مسلمان کو ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان میں امتیازی نشان تقویٰ تھا' ہم نے اس کے برعکس قومیت' لسانیت علاقائیت کو امتیازی نشان بنا لیا ہے یہاں کہ تک فرقہ بندی کے تعصبات کی آبیاری شروع کردی ہے اور ایک دوسرے کو لعن طعن کرکے قرآن و حدیث کا خوب مذاق اڑایا ہے۔

آج ہم نے ماڈرن اسلام کو اپنا کر ہر قسم کی خرابیاں سمیٹ لی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پریشان حال مسلمان کی مزاج پرسی معیوب سمجھتے ہیں' آفات زدہ مسلمان کی مدد کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے اس کو ہنسی و مذاق کا نشانہ بناتے ہیں۔ دوسرے مسمان کے دکھ درد کو تقسیم کرنا

اپنے شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس کی غمی و خوشی میں شریک ہونے کو اپنے شان سے کمتر تصور کرتے ہیں۔ الغرض ہمیں اپنے کام سے کام ہے کسی دوسرے سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس لئے آج ہم میں بزدلی ناچاقی نااتفاقی عدم اعتماد کشت خون عصمت دری وغیرہ جیسی مذموم صفات پائی جاتی ہیں۔

ہم اپنے اسلاف کی تاریخ سے درس عبرت حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف قصے اور کہانی کے طور پر ان جیالے مجاہدین اسلام کی سیرت و کردار اور شجاعت پڑھتے اور سناتے ہیں۔

غیر مسلموں نے ہمارے اسلاف سے سبق حاصل کیا تو وہ دنیا میں حکمران کی حیثیت سے متعارف ہوئے' ہم نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کو قدیم دستور تصور کیا اور کافروں کے مزین کردہ ماڈرن طریقوں کو اپنا کر ان کے زیر نگیں آ گئے' اس طرح ان لوگوں نے ہمارے اسلاف کی شجاعت' غیرت' عظمت اور اخلاص کو ہم سے چھین کر اس کے بدلہ میں ہمیں بزدلی' بے غیرتی' ذلت و رسوائی اور منافقت دے دی اور ہم نے ان مذموم صفات کو لعل و گوہر اور در یکتا سمجھ کر قبول کر لیا۔ آخر کب تک یہ ذلت و رسوائی ہم پر مسلط رہے گی؟

ذرا سوچئے: ہمارے آس کی ناچاقی نے کتنی بڑی دشمنی کو جنم دیا ہے' اسی طرح بزدلی نے غلامی' کشت و خون نے درندگی' عصمت دری نے بے غیرتی اور عدم اعتماد نے ہمارے معاشرے میں پریشانی جیسی مذموم صفات پیدا کی ہیں۔ کب تک ایسی حالت رہے گی؟

ذرا اسلاف کی طرف آیئے ان میں نور ایمان تھا' اخوت تھی' اتفاق و اتحاد تھا' وہ پرعزم' پرخلوص اور باہمت تھے تو قیصر و کسریٰ کے تاج و سلطنت کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا اور ان بزدلوں کا دنیا میں جینا دوبھر کر دیا' عرب و عجم پر حکمرانی کر کے انسانیت کے اندر رشتہ اخوت کی روح پھونک دی۔ "محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلاً من الله و رضوانا سيماهم فى وجوههم من اثر السجود..." (الفتح:29) محمد اللہ کا رسول ہے اور اس کے ساتھی کافروں پر بہت سخت ہیں اپنے آپس میں انتہائی رحمدل ہیں تو ان کو دیکھتا ہے رکوع کر رہے ہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی فکر میں رہتے ہیں۔ ان کی نشانی ان کے ماتھوں پر سجدے کے اثر سے عیاں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مثل المومنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم مثل الجسد الواحد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر و الحمی (مسلم 140:16 دارالفکر بیروت) یعنی شفقت و محبت اور رحمدلی میں مومنوں کی مثال ایسی ہے کہ گویا وہ ایک ہی جسم ہیں جس کا ایک حصہ اگر درد کرے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

آقا و غلام صرف نام کا تھا لیکن عملاً وہ ایک ہی باپ کے بیٹے تھے اور اسلام ان کے آپس کا رشتہ تھا اسی لئے سواری کی لگام کبھی غلام کے ہاتھ میں اور کبھی آقا کے ہاتھ میں ہوا کرتی تھی' دونوں کی سواری' کھانے پینے اور زیب تن لباس میں زیادہ فرق نہ رکھا جاتا اخوت و مساوات کا یہ عالم تھا کہ خلیفہ تک کو ایک بالشت بھر کپڑا زائد رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ خلیفہ رعایا پر اتنے مہربان کہ خود راتوں کو اٹھ کر ان کی حالت اور مزاج پرسی کرتے' رعایا بھی ان کی فرمانبرداری کو اپنا فرض سمجھتی اور ان کے اشارہ کی منتظر رہتی۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ان کے آپس کے تعلقات کا دوسرا پہلو بھی دیکھئے کہ قرآن مجید فخریہ انداز میں کہتا ہے

ویوثرون علی انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ .... (سورۃ الحشر:9)

اور اپنے آرام پر مقدم رکھتے ہیں گو ان کو تنگی ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا کہ کسی چیز کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے بھی اپنے آپ پر دوسرے بھائی کو ترجیح دیتے تھے۔ اس طرح خود دوسرے مسلمان بھائی پر نثار ہو گئے مگر اپنے بھائی کو تکلیف میں دیکھنا گوارا نہ کیا۔

ایک وہ عالم تھا کہ جب مسلمان اپنے بھائی پر مرمٹنے کو باعث ثواب سمجھتے تھے آج ہم اپنے ہاتھوں اپنے بھائی کو ذبح کر رہے ہیں=' آج ہم اپنے بھائی کو بھوکا اور پیاسا رکھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں ڈاکہ زنی' سود خوری اور رشوت کے ذریعے اپنے بھائی کے مال کو لوٹتے ہوئے ذرہ برابر شرم محسوس نہیں ہوتی۔

ہمارے اندر بغض و کینہ' حسد و دشمنی' طعن و تشنیع' ظلم و ستم اور دھوکہ بازی کی تمام خرابیاں بدرجہ اتم موجود ہیں' الا ماشاء اللہ۔ اسی لئے ایثار و قربانی' نظم و ضبط اور اتحاد و یگانگت سے ہمیں کوئی

سروکار نہیں۔

ہم نے اپنے اندر حسن ظن کے بجائے بدظنی' عفو و درگزر کے بجائے ظلم و انتقام' بھلائی و خیر خواہی کے بجائے حسد' محبت اور خلوص کے بجائے بغض و کینہ' بھائی چارہ کے بجائے مقاطعت' اچھی خوبیوں کے بیان کرنے کے بجائے غیبت اور لعن و طعن' صلح و صفائی کے بجائے چغل خوری وغیرہ تمام بری عادتوں کو جگہ دے رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہم بھول چکے ہیں جس میں ارشاد ہوا یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن' ان بعض الظن اثم' و لا تجسسوا' و لا یغتب بعضکم بعضًا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکر هتموه.... (الحجرات:12)

اے مومنو! بہت بدگمانی کرنے سے بچو' کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے' اور آپس میں جاسوسی مت کرو' اور ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے غیبت نہ کرو۔ کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے؟ حالانکہ تم اس کو پسند نہیں کرتے (یعنی غیبت کرنا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ کیجیے ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث' و لا تجسسوا ولاتنافسوا ولا تحاسدوا ولاتباغضوا ولا تدابروا' و کونوا عباد الله اخوانا (بخاری:481/10' مسلم:118/16)

لوگو! بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے' اپنے بھائی کے عیبوں کی ٹوہ نہ لگاؤ (جاسوسی نہ کرو) نہ ایک دوسرے کے ساتھ حرص و مقابلہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد رکھو' نہ ایک دوسرے سے بغض و دشمنی رکھو' نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے انما المومنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا الله لعلکم ترحمون (الحجرات:10) مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا تم اپنے بھائیوں کے آپس میں صلح کراؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اسی سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو المسلم اخوالمسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحقره (بخاری و مسلم) مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا مسلمان اپنے بھائی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا اور نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور

نہ اس کو ذلیل و حقیر سمجھتا ہے۔ اپنے بھائی کو حقیر سمجھنا اس پر ظلم ڈھانا اس کی بے عزتی کرنا اور اس کے ساتھ مذاق کرنا تکبر کی علامت ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ فلبئس مثوی المتکبرین (النحل:29) متکبرین کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یاایھا الذین اٰمنوا لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیراً منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیراً منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من لم یتب فاولئك ھم الظلمون (الحجرات 11) اے مومنو کوئی قوم دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے مذاق کریں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے نام سے پکارو کیونکہ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ بحسب امری من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمه و ماله و عرضه (رواہ مسلم عن ابی ہریرہ:121/16) آدمی کو برا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ہر مسلمان کا خون' مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ مزید ارشاد ہوا لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر قال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبه حسنا و نعله حسنة قال ان الله جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس (رواہ مسلم عن عبداللہ بن مسعود 89/2) یعنی وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کے دل میں ذرا برابر بھی تکبر ہو ایک آدمی نے کہا ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو' اس کا جوتا اچھا ہو' اس پر آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے یہ تکبر کی علامت نہیں۔ تکبر یہ ہے کہ سچی بات کا انکار کرے اور لوگوں کو اپنے سے کمتر اور حقیر جانے۔

حسد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ام یحسدون الناس علی ما اٰتاھم الله من فضله (النساء 54) کیا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اس پر حسد کرتے ہیں۔

حسد ایک بہت بری چیز ہے کیونکہ حسد کرنے والا صاحب نعمت اور صاحب جاہ و جلال کی نعمت

اور عزت و اکرام کے زوال کی تمنا کرتا ہے چاہے وہ نعمت دین کی ہو یا دنیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بری چیز کا یوں نقشہ کھینچا ہے ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کماتاکل النار الحطب اوقال العشب (ابوداؤد 562/3 (باب فی الحسد اسلامی اکادمی) تم اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا سوکھی گھاس کو کھا جاتی ہے۔

بری عادات اور صفات کی وجہ سے آج ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ ہم میں غیرت ایمانی' اخوت' محبت و خلوص' ایثار و قربانی جیسی صفات حمیدہ ختم ہو چکی ہیں اسی لئے ہم اپنی ماؤں اور بہنوں کی عصمت دری پر آنکھیں بند کر لیتے ہیں' اپنے مسلمان بھائی کے ناحق قتل کئے جانے پر افسوس کرنے کے بجائے اسے مکھی کی موت جتنی اہمیت بھی نہیں دیتے' ہمارے دل حسد' بغض' و کینہ اور دشمنی وغیرہ سے کالے ہو چکے ہیں اور بے رحمی عام ہو چکی ہے آج ہم نے اپنوں سے دشمنی اور اغیار سے دوستی کر رکھی ہے اس کا پھل ہمیں ذلت و رسوائی کی صورت میں مل رہا ہے اور ہم ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں جبکہ قرون اولی کے مسلمان اپنوں سے محبت و دوستی اور غیروں سے دشمنی رکھتے تھے اسی لئے وہ ہر میدان میں آگے رہے اور کافروں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین (المائد 54) یعنی مومنوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے اور کافروں کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں۔

اس مختصر سے تقابلی جائزے سے ہمیں واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آج ہم اپنے اسلاف سے ہر میدان میں پیچھے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم ہر موڑ پر مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

اس کا علاج یہی ہے کہ ہم فرقوں میں نہ بٹیں بلکہ اپنے صفوں کو درست کر کے قرآن و سنت کو اپنی نجات کا ذریعہ بنالیں ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ہم بھی قرون اولی کے مسلمانوں کی طرح ہر میدان میں سرخرو ہوں گے اور بھائی چارہ' خلوص و محبت اور ایثار و قربانی کے اوصاف سے متصف ہوں گے اللھم اھدنا الصراط المستقیم آمین